Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

تعلیمات باہوؒ میں قرآن مجید کی صوفیانہ تفسیر کا مطالعہ

A Study of the Mystical Tafsīr of Holy Qur'ān in the Teaching of Bāhū

Muhammad Mohsan

Ph.D. Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, University of Sindh Jamshoro.

muhammad77mohsin@gmail.com

Dr Abdul Rehman kaloi

Associate Professor, Department of Comparative Religion and Islamic culture, university of Sindh, jamshoro

Published:
Sep 30, 2023

Abstract

Hazrat Sulṭān Bāhū is counted among the great Ṣūfīs of Punjab. He was born in 1039 AH during the reign of the Mughal Empire in Jhang Tehsīl Shūrkūt, Punjab. He wrote about 140 books on Ṣūfīsm, out of which 33 were printed. It is clear from his study that the Qur'ān had a profound influence on his personality. Through the important Sūfī commentary described in 'Aīn al-Faqr and Muhak Al-Faqr, the effects of the Holy Qur'ān on the teachings of Hazrat Sulṭān Bāhū have been examined, which shows that the purpose of his close worship, remembrance and reflection is observation. He is divine. For the realization of divine

CC BY

knowledge, you have awakened this thought in the society that Allah is with you all the time; you should live in this concept all the time. When one has established a relationship with Allah Ta'āla, it is contrary to Tawheed to hope in anyone other than Him. He had a lot of devotion and love for Prophet Muhammad ﷺ. According to you, the ummah is the one whose every step is followed by the Prophet, so it is impossible to travel the path of Faqr without following the Prophet. Hazrat Sulṭān Bāhū passed away in 1102 AH in Shūrkūt.

Keywords: Sulṭān Bāhū, Mystical Tafsīr, Sūfīsm, Faqr

تمہید

قرآن مجید ہدایت کی وہ کتاب ہے جس کو پڑھنے سے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان ملتا ہے۔فرد اور معاشرے کی زندگی کے ہر پہلو پر قرآن مجید ہماری رہنمائی کرتا ہے۔جن لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے ان کی زندگی سنور گئی انہیں میں سے ایک نام حضرت سلطان باہوؒ کا ہے۔آپؒ کا شمار بر صغیر کے ان عظیم صوفیاء میں ہوتا ہے جنھوں نے تصوف کی تعلیمات کو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں پیش کیا۔آپؒ کے نزدیک دین و دنیا کا کوئی بھی شعبہ ہو یا خشکی و تری کی کوئی بھی چیز ہو اس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔جیساکہ شمس العارفین میں آپؒ فرماتے ہیں: "کوئی چیز بھی قرآن مجید سے باہر نہیں خواہ اس کا تعلق بحر و بر سے ہو یا خشکی و تری سے ہو۔"[1]

آپؒ نے خود بھی اور دوسروں کو بھی قرآن مجید کی آیات پہ عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ہے اور جو لوگ قرآن مجید کے احکامات پہ عمل نہیں کرتے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو شخص قرآن مجید کی پیروی نہیں کرتا وہ نہ عالم با عمل ہے، نہ وارث انبیاء ہے اور نہ ہی فقیر کامل ہے۔"[2] رضائے الٰہی کی خاطر جو لوگ قرآن مجید کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو یہ کتاب انہیں منزل مقصود تک پہنچاتی ہے اور جو دنیاوی لالچ کے لیے اس کی تلاوت کرتے ہیں ان کے بارے میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "جو لوگ رجوعات خلق کی خاطر کلام پاک پڑھتے ہیں ان کا مقصد ہوتا ہے کہ خلق خدا مسخر ہو جائے اس سے درہم و دینار کمائیں اور وہ اپنا رزق اس طرح حاصل کرتے ہیں۔یہ لوگ شرک وریا میں مبتلا ہیں۔فرمان الٰہی ہے:

CC BY

"وَآمِنُواْ بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَكُمْ وَلاَ تَكُونُواْ أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلاَ تَشْتَرُواْ بِآيَاتِي ثَمَناً قَلِيلاً وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ"[3]

"اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) اتاری (ہے، حالانکہ) یہ اس کی (اصلاً) تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت پر فروخت نہ کرو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔"[4]

حضرت سلطان باہوؒ نے شریعت اور دیگر چیزوں کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ بیان کیا ہے اور قرآن مجید کو اسم اللہ کے ساتھ جوڑا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ "شریعت کا شرف قرآن مجید سے ہے اور قرآن مجید کا شرف اسم اللہ سے ہے۔ کوئی بھی چیز شریعت قرآن اور اسم اللہ سے باہر نہیں ہے۔"[5] مزید اس حوالے سے حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ جس راہ سے شریعت روکے وہ کفر کی راہ ہے۔ قرآن مجید اور شریعت جس راہ کو روا رکھے وہ اسلام کی راہ ہے۔ اور اسلام کی راہ صبر میں پائی جاتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: "إِنَّ اللہ مَعَ الصَّابِرِينَ"[6] یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔"[7]

کلام الٰہی کے ساتھ تعلق کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس بات کا حکم دیا ہے اسے اپنی خواہشات کو قربان کر کے پورا کرنا چاہیے کیونکہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لیے ہوتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ کی تعلیمات نثر اور نظم میں قرآن مجید کی جگہ جگہ صوفیانہ تفسیر عمدہ انداز میں کی گئی ہے۔ جس کا جائزہ ذیل میں لیا جائے گا۔

توحید

اسلامی معاشرے میں توحید کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو تمام رشتوں پہ اہمیت ہوتی ہے۔ آج معاشرتی زندگی میں انسان معاشی تعلق کی وجہ سے کسی نہ کسی فرد کے ساتھ جڑا ہوتا ہے یا دنیاوی عہدوں کی وجہ سے کوئی مالک ہوتا ہے کوئی ملازم، کوئی بڑا ہوتا ہے کوئی چھوٹا۔ اس عارضی تعلق میں حسد، ریاکاری، بغض آجائے تو انسان احساس برتری کا شکار ہو کر اپنی خواہشات کو معبود بنا لیتا ہے حالانکہ معبود حقیقی اور کبریائی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے۔

انسان جیسے ہی توحید کی معرفت حاصل کرتا ہے تو وہ ذات الٰہی میں فنا ہونے لگ جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "و عبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین۔"[8] اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو (آپ کی شان کے لائق) مقامِ یقین مل جائے (یعنی انشراحِ کامل نصیب ہو جائے یا لمحۂ وصالِ حق)۔" اس آیت

OPEN ACCESS
CC BY

کی تفسیر میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "ذکر اللہ ذاکر کو سب سے پہلے حضورِ حق میں پہنچا کر مشاہدہ انوار التوحید سے سرفراز کرتا ہے۔ جس سے ذاکر غرق توحید ہو کر خود کو فراموش کر دیتا ہے۔"[9]

توحید کی معرفت انسان کو فنا کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے دیکھا جائے تو انسان کا سب سے زیادہ قربت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہوتا ہے۔ بسا اوقات اس احساس کی بیداری کے نہ ہونے کی وجہ سے بندہ اپنی شخصیت کو گناہوں کا شکار کر لیتا ہے۔ اگر یہ خیال انسان کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ تو اس کے ساتھ ہے تو وہ گناہوں کے خیالات کی بجائے ذاتِ الٰہی سے محبت کرنے لگ جائے گا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے کہ وَ هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَ اللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔[10] "وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔" حضرت سلطان باہوؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ "اگر تو یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو پھر تو کسی اور سے مت ڈر اور نہ ہی کسی سے خوف کھا اگر تو سمجھے خدا تیرے ساتھ نہیں تو مشرک ہے۔"[11]

خشیت الٰہی

اس بات کا احساس اگر من میں پیدا ہو جائے تو انسان ذہنی حوالے سے خشیت الٰہی کے سبب اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ ہر چیز کا خوف دل سے نکال دیتا ہے۔ اسے دنیاداروں سے کوئی خوف نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ کا ہو جاتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ اس تعلق کی اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "جب تم نے اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کر لیا کہ نہیں کوئی معبود، موجود، مقصود سوائے اللہ تعالیٰ تو پھر دوسروں سے التجا کرنے کا کیا مطلب ہے۔ دوسروں سے ڈرنا موجب شرک و کفر ہے۔"[12]

کثرت ذکر

انسان جس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کا دیدار کرے کیونکہ دیدار الٰہی سے بڑھ کر ایک بندہ مومن کے لیے کوئی اور نعمت نہیں۔ تصوف میں تزکیہ اور تصفیحہ کے بعد ذکر الٰہی کی کثرت سے یہ فکر بیدار ہوتی ہے کہ بندہ اپنے خالق کے ساتھ تعلق اس قدر جوڑ لے کہ ہمہ وقت اسی کی یاد میں محو اور اس کے دیدار کی طلب میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اس کو حضرت سلطان باہوؒ نے اس آیت کی روشنی میں بیان کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا[13] "اور جو شخص اس (دنیا) میں (حق سے) اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہِ (نجات) سے بھٹکا رہے گا"۔ حضرت سلطان باہوؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: "دیدار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ

CC BY

جسے چاہتاہے دنیااور آخرت میں اسے عطا کر دیتاہے۔ ہر عمل، ہر اطاعت اور بندگی دیدار الٰہی کی خاطر ہے۔ اہلِ دیدار کو دیدار الٰہی کے سوا کسی اور طرف دھیان کی ضرورت ہی کیا ہے۔"[14]

اہل اللہ کا ہر عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اس لیے وہ عمل کی بجاآوری اسی ذات کے جلوؤں کے تکنے کے لیے سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق کا ذکر حضرت سلطان باہوؒ نے اس آیت کی روشنی میں بھی کیاہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: نحن أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔[15]"اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں"۔ حضرت سلطان باہوؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: "اس آیت کی ابتدا میں ہی مرتبہ فقر ہے کیوں کہ فقر کا مرتبہ مشرف دیدار الٰہی ہے۔"[16]

ذکر واذکار اور عبادت انسان کے من میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طلب کو بیدار رکھتی ہیں۔ حضرت سلطان باہوؒ ذات حق کے مشاہدہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اس آیت کو اگر اللہ تعالیٰ سے یکتائی حاصل کرنے کے لیے استخارہ کی نیت سے پڑھا جائے تو اس پر تمام حجابات پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور بندہ غرق مشاہدہ ہو کر ذات حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ آیت مبارکہ یہ ہے فرمان الٰہی ہے: لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔[17]"نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اور وہ بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے۔" جو کوئی تصور اسم اللہ کے ساتھ نظر جما کر اس آیت کریمہ کو پڑھتا ہے تو اس کی روح زندہ ہو جاتی ہے۔[18]

اسم اللہ

تصور اسم اللہ اور اس میں مکمل طور پہ خود کو فنا کر لینا حضرت سلطان باہوؒ کی تعلیمات کا مرکزی موضوع ہے۔ آپؒ نے اسم الٰہی کے تصور کو معاشرے کے افراد کو ذات الٰہی کے ساتھ جڑنے کا مجرب نسخہ قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں دیا ہے۔ اسم اللہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ معیت خدا حاصل کرو اور اللہ کے سوا ہر چیز کا نقش دل سے مٹا دو تاکہ ذات حق کے سوا دل میں کچھ نہ رہے۔ فرمان الٰہی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔[19]"ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔" کہ مطابق صرف اسی کے جلوے تیرے دل میں باقی رہ جائیں۔[20]

سورت رحمٰن کی آیت کی جو تفسیر کی ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دنیاوی زندگی میں انسان کا عمل کرتے وقت توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہیے۔ انسان خود کو جب اس کیفیت میں لے آئے گا تو پھر اس کے من میں دیدار الٰہی کی طلب اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ ہمہ وقت ذات الٰہی میں خود کو فنا رکھے گا۔ فنائیت انسان کو معرفت عطا کرتی ہے۔ جیسے معرفت نصیب ہو جائے وہ گناہوں سے، دنیاوی خواہشوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مکمل طور پر فنا ہونے سے اسے بارگاہ الٰہی کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

CC BY

اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ

دینی اور دنیاوی حوالے سے اسلام نے اطاعت رسول ﷺ کو لازم قرار دیا ہے۔اسلامی معاشرہ شریعت کے دیئے ہوئے اصولوں پہ قائم ہوتا ہے۔اس پہ چلنے کے لیے اللہ تعالٰی اور رسول اللہ ﷺ کے دیے ہوئے احکامات کی پابندی لازمی ہے کیونکہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ سے ہی اسلامی معاشرے کی پہچان ہوتی ہے۔بحثیت مسلمان ہم پہ لازم ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالٰی اور نبی مکرم ﷺ کی اطاعت کی جائے یہی قرآن مجید کا حکم ہے ارشاد باری تعالٰی ہے:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ۔[21]"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی۔"

حضرت سلطان باہوؒ نے اس آیت کی روشنی میں اطاعت کے حوالہ سے انسان کے درج ذیل تین مراتب بیان کیے ہیں کہ " فقیر کے تین مراتب ہیں۔پہلا مرتبہ اطیعو اللہ یعنی فقیر اطاعت الٰہی اختیار کرتا ہے اور جملہ ماسوا اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اسے فنا فی اللہ کا مرتبہ کہتے ہیں۔دوسرا مرتبہ و اطیعوا الرسول ہے۔یعنی فقیر سنت مصطفیٰ ﷺ اختیار کر لیتا ہے اور رات دن دیدار محمدی ﷺ سے مشرف رہتا ہے۔فقیر کے اس مرتبہ کو فنا فی الرسول کہا جاتا ہے۔تیسرا مرتبہ و اولی الامر ہے یہ فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔"[22]

آپؒ کو ذات الٰہی اور ذات مصطفیٰ ﷺ میں فنائیت حاصل تھی۔آپؒ کے نزدیک اطاعت الٰہی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر چیز کو چھوڑ دیا جائے اسے آپؒ نے فنا فی اللہ کا مرتبہ دیا ہے۔دوسرا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے جس میں سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی اور دیدار مصطفیٰ ﷺ کی طلب ہے۔تیسرا مرتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔آپؒ کے نزدیک امت مسلمہ کو باقی امتوں پہ عزت و تکریم اسی صورت میں ملی ہے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے امتی ہیں۔ارشاد باری تعالٰی ہے:وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔[23]"اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی"

حضرت سلطان باہوؒ اس آیت سے امت محمدی ﷺ کی فضیلت بیان کی ہے آپؒ فرماتے ہیں:"عزت و کرامت کا شرف صرف امت محمدی ﷺ کو حاصل ہے اس مرتبے پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے خاص امتی وہ ہے جو قدم بقدم حضور ﷺ کی پیروی کرے۔"[24] آپؒ کی اس بات سے کہ انسانوں میں سے امت مسلمہ کو تمام امتوں پہ فضیلت عطا کی ہے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ حضور ﷺ

CC BY

کی وجہ سے اسے جو فضیلت ملی ہے اس کی قدر کرتے ہوئے اتباع رسالت کا پیکر بن کر اپنے مقام و مرتبہ تک پہنچنے کی تگ ودو کرنی چاہیے۔

فقر

دنیا اور اس رنگینیوں سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ لگانا تصوف کی تعلیمات کا مرکزی موضوع ہے۔تصوف کے لیے حضرت سلطان باہوؒ کی کتب میں لفظ فقر استعمال ہوا ہے۔فقر انسان کو ذہنی اور قلبی اطمینان مہیا کرتا ہے جس سے معاشرتی زندگی میں سکون آتا ہے۔آپؒ کے نزدیک فقر سے مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیکر بن جائے آپؒ نے فقر کی وضاحت قرآن مجید کی روشنی میں یوں کی ہے کہ "ابتدائی فقر علم ہے اور انتہائی فقر مراتب "عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ"۔[25]"پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔"تک رسائی ہے۔ ابتدائی فقر:"فَفِرُّوا إِلَى اللهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ"[26]"پس تم اللہ کی طرف دوڑ چلو، بیشک میں اُس کی طرف سے تمہیں کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔"اور انتہائی فقر:"قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ۔"[27]"(اے نبیِ مکرّم!) آپ فرما دیجئے وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۔"[28]

اسباق فقر

راہ فقر کا آغاز علم سے ہوتا ہے اسی لیے تو آپؒ نے فقر کی ابتدا علم کو قرار دیا ہے۔علم کے بغیر فقر کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ علم کے ذریعے ہی مخفی چیزیں انسان پہ ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں فقیر کا تعلق علم کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ " فقیر علم سے تین سبق پڑھ کر ایسا روشن ضمیر ہوتا ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی یا پوشیدہ نہیں رہتی۔پہلا سبق مطالعہ موت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: كل نفس ذائقة الموت ۔[29]
"ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

دوسرا سبق مطالعہ معرفت ہے۔صاحب معذرت اپنے وعدے کے خلاف نہیں چلتا۔فرمان الٰہی ہے:يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُواْ نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُواْ بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ۔[30] "اے اولادِ یعقوب! میرے وہ انعام یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور تم میرے (ساتھ کیا ہوا) وعدہ پورا کرو میں تمہارے (ساتھ کیا ہوا) وعدہ پورا کروں گا، اور مجھ ہی سے ڈرا کرو۔"

تیسرا سبق مطالعہ مشاہدہ انوار حضور ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:اللهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔[31]" اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔" [32]فقر کے یہ تین اسباق مطالعہ موت، مطالعہ معرفت اور مطالعہ مشاہدہ انوار جب فقیر کے من میں بیدار ہو جاتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۔[33]"جن سے اللہ (خود) محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے"۔ حضرت

OPEN ACCESS

CC BY

سلطان باہوؒ اس آیت کی روحانی وضاحت فرماتے ہیں کہ "اس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ عاشق اور معشوق ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں۔"[34]
انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے اس وعدہ کو پورا کر کے اس کی طرف سے دیے گئے اجر کو پا سکتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ کی صوفیانہ تعلیمات اس وعدہ الست کو انسانیت کے اندر زندہ رکھتی ہیں۔ جو بندہ ان کا مطالعہ کرتا ہے اسے اپنے مالک کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کا احساس ہوتا ہے۔ فقر کا مقصود بھی یہی ہے کہ بندہ حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے۔

احوال نفس

نفس انسانی وجود کا اہم کردار ہوتا ہے جو کہ شخصیت میں منفی اور مثبت اثرات کے ذریعے اثر انداز ہوتا ہے۔ جیسی تربیت نفس کی ہو گی ویسی انسان کی شخصیت ہو گی۔ منفی حوالے سے اگر نفس امارہ ہو گا تو انسان کے اندر بغض، حسد، لالچ، کینہ، حرص اور نفرت جیسی برائیاں ہو جائیں گی اور اگر اس کا تزکیہ ہو جائے تو پھر نفس مثبت انداز میں مطمئنہ کی منزل پہ جا کر انسان کے وجود کو محبت الٰہی اور مکارم اخلاق سے چمکا دیتا ہے۔ نفس کے بارے میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "اگر باز اور چڑیا ایک ہی گھر میں ہوں اور باز باندھا ہوا ہو تو چڑیا کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ اسی طرح نفس ہے اگر اسے قید کر دو تو آدمی کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ فرمان الٰہی ہے: وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى۔ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى۔[35] "اور جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اُس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات و شہوات سے باز رکھا۔ تو بیشک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانا ہو گا۔"[36]
خواہشات کی تکمیل نفس کو برائی کی طرف مائل رکھتی ہے۔ بندہ ایک خواہش مکمل نہیں کر پاتا کہ نفس اور خواہش پیدا کر دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان ان خواہشوں کا اس قدر اسیر بن جاتا ہے کہ وہ انہیں معبود بنا لیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا[37] "کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ تو کیا آپ اس پر نگہبان بنیں گے۔" سورۃ فرقان کی اس آیت کے تحت آپؒ فرماتے ہیں کہ "طالب علم پر لازم ہے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانی کو پاؤں کے نیچے مسل ڈالے۔ جب وہ ایسا کرے گا تب جا کر معرفت الٰہی میں قدم رکھے گا۔"[38]

طہارت نفس

CC BY

حضرت سلطان باہوؒ کے نزدیک معرفت الٰہی کے لیے خواہشات سے نفس کو پاک کرنا ضروری ہے۔ نفسانی خواہشات کو کچلنے کے لیے نفس کے محاسبے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں آپؒ نے اس کا مکمل لائحہ عمل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وجود میں نفس کے خلاف محاسبہ کے لیے تمام اعضاء گواہ بن جاتے ہیں۔ دو گواہ کان ہیں۔ فرمان حق تعالیٰ ہے: لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَ لَا كِذَّابًا۔[39] "وہاں یہ (لوگ) نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ (ایک دوسرے کو) جھٹلانا (ہو گا)۔"

ایک زبان گواہ ہے۔ جس کے بارے میں فرمان الٰہی ہے: لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۔[40] دو پاؤں اور دو ہاتھ گواہی دیں گے۔ فرمان الٰہی ہے: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔[41] "آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن اعمال کی گواہی دیں گے جو وہ کمایا کرتے تھے۔" اس محاسبے سے نفس امارہ مسلمان ہو جاتا ہے اور تائب ہو کر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔"[42]

تزکیۂ نفس

نفس کے تزکیہ کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان سابقہ گناہوں کی سچے دل سے معافی مانگ کر اور جسمانی اعضاء پہ غور و فکر کر کے اپنے نفس کو پاک صاف کر کے صالحین میں شامل ہو جائے۔ صلحاء اپنے نفس کو امارہ سے نکال کر مطمئنہ کے درجے پہ لے آتے ہیں اسے خوش نصیبوں کے بارے میں حضرت سلطان باہوؒ لکھتے ہیں کہ "عارفوں کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے جو حالت سیری میں شاکر، حالت بھوک میں صابر، حالت شہوت میں باشعور، عورت غیر سے دور اور حالت سخاوت میں کریم ہوتا ہے۔"[43] فرمان حق تعالیٰ ہے: يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔[44] "اے اطمینان پا جانے والے نفس۔" حضرت سلطان باہوؒ نے اس آیت کا مفہوم یہ لیا ہے فرماتے ہیں: "نفس مطمئنہ اطاعت شعار صاحب توفیق معرفت انوار دیدار پروردگار باطن میں مست اور ظاہر میں ہوشیار ہوتا ہے۔"[45] حقیقت میں انسان کی شخصیت میں ایک ہی نفس ہے اس کی امارہ سے لے کر مطمئنہ تک مختلف حالتیں ہوتی ہیں جو کہ تزکیہ کے ذریعے بدلتی رہتی ہیں۔ تزکیہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ پورے وجود کو نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن جس انسان نے اپنے نفس کو بری خواہشات سے روک کر اسے محبت الٰہی کی وادی میں اتار لیا تو اسے کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

احوالِ قلب

دل انسانی وجود کا وہ اہم حصہ ہے کہ جس پہ پوری شخصیت کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر یہ ظاہری اور باطنی طور پہ تندرست ہے تو سارا وجود تندرست اور اگر یہ بیمار ہے تو سارا وجود بیمار ہو جاتا ہے۔ باطنی حوالے سے اس کی اہمیت

cc BY

اس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز ہے۔ذکر الٰہی سے اسے سکون ملتا ہے۔انسانی وجود میں ایک دل رکھا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:مَّا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ[46] " اللہ نے کسی آدمی کے لئے اس کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔"حضرت سلطان باہوؒ اس آیت کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ "دل اسرار معرفت وحدانیت الٰہی کا گنجینہ ہے۔اس میں الوہیت اور ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے دانا بن اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے۔"[47]

دل اللہ کی معرفت کا خزانہ ہے۔وجود انسانی میں ایک دل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح دل ایک ہے اسی طرح انسان کے من میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی محبت نہیں ہونی چاہیے اگر انسان کسی سے محبت کرے بھی تو وہ رضائے الٰہی کی خاطر ہو۔اس کے لیے تصفیہ قلب کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ دل پہ شیطانی حملے ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "اسم اللہ نہایت ہی عظیم ہے۔اس لئے فرمان الٰہی ہے:مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ[48]"وسوسہ انداز (شیطان) کے شر سے جو (اللہ کے ذکر کے اثر سے) پیچھے ہٹ کر چھپ جانے والا ہے۔جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔خواہ وہ (وسوسہ انداز شیطان) جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔" جو دل میں وسوسے اور خناس پیدا کرتے ہیں۔ان کے دفعیہ کے لئے اگر یہ آیت پڑھی جائے تو دل صاف ہو جائے گا۔[49]

ذکر الٰہی

دل کی صفائی کے بارے میں مزید حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "ذکر کے بغیر دل کو نہ تو زندگی نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی نفس مرتا ہے چاہے اسے زندگی بھر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے یا مسائل فقہ مطالعہ کیا جائے۔کیونکہ دل کی صفائی صرف دائمی ذکر اللہ ہی سے ممکن ہے۔فرمان حق ہے کہ ادْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔[50]"تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ (دونوں طریقوں سے) دعا کیا کرو، بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[51]

ذکر الٰہی سے دل کی صفائی ہوتی ہے دل جب پاک صاف ہو جاتا ہے تو انسان باطنی حوالے سے عبادت میں لذت اور دیدار الٰہی کی طلب کو پالیتا ہے۔حضرت سلطان باہوؒ کے نزدیک تصفیہ قلب کے بغیر انسان زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہو جاتا ہے اس لیے جب تک دل صاف نہ ہو گا تو کوئی بھی عمل اس انسان کا اپنے لیے نہ معاشرے کے لیے خیر خواہی کا ہو گا۔

معاشرتی زندگی

CC BY

افراد کے رویوں سے معاشرے کا رویہ معلوم ہوتا ہے جیسے تربیت افراد کی ہو گی ویسا معاشرہ وجود میں آئے گا گویا افراد ہی معاشرے کو حسین بناتے ہیں۔ایک پر امن معاشرے کے قیام کے لیے اسلام نے معاشرے کے افراد کی اخلاقی تربیت پہ زور دیا ہے اور معاشرے میں دوستی اور دشمنی کا معیار اپنی ذات کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔"اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ "[52]حضرت سلطان باھوؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "یعنی اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے اے مومنو! جو لوگ میری بندگی کے لائق نہیں وہ تمہاری دوستی کے لائق نہیں اس لئے دنیا،اہل دنیا، نفس، شیطان اور کافر خدا کے دشمن ہیں۔"[53]

صحبت

معاشرے میں جیسی صحبت انسان کو میسر آئے گی ویسی اس کی شخصیت بنتی جائے گی اسی لیے تو حضرت سلطان باھوؒ فرمارہے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے دوست ہیں انہیں اپنا دوست بناؤ اور جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں انہیں اپنا دشمن سمجھو۔انسان جب دنیا کا ہی سوچتا ہے تو وہ بہت ساری برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ لکھتے ہیں کہ "زنا،ریا، شراب خوری اور حب دنیا ایمان کو اس طرح کھاتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو ان سب برائیوں میں بدترین برائی حب دنیا ہے۔فرمان الٰہی ہے:وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ۔[54]"اور جس دن کافر لوگ آتشِ دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا:) تم اپنی لذیذ و مرغوب چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ہی حاصل کر چکے اور ان سے (خوب) نفع اندوز بھی ہو چکے۔پس آج کے دن تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے (بھی) کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔"

اس آیت کی تفسیر میں آپؒ رقمطراز ہیں کہ " اللہ تعالیٰ ان بیگانوں سے فرمائے گا تم نے دنیا میں اپنی چاہت کی کوئی آرزو تشنہ کام نہیں چھوڑی نہ حلال سے نہ حرام سے اب تمہیں آگ میں جلایا جائے گا تم اپنی خوشیوں آرزو دنیا میں ہی پوری کر چکے ہو۔"[55] یہ برائیاں انسان کی تباہی کے ساتھ معاشرے کو بھی تباہ کرتی ہیں۔ایسے لوگ قیامت کے دن بھی پریشان ہوں گے اس لیے انسان کو ان امور سے بچنا چاہیے اور اپنے من میں اچھے اخلاق پیدا کرنے چاہیے۔

رویہ مومن

معاشرتی حوالے سے انسان کو ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ "مومن کی دو علامات ہیں ایک یہ کہ دوسروں کی کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ دوسری یہ کہ اپنے وجود کو غصے سے پاک کرتا ہے۔ فرمان حق تعالیٰ ہے: الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔[56] "یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"[57]

معاف کرنے اور غصے کو پی جانے والی شخصیات ہی معاشرے کا اثاثہ ہوتی ہیں ایسے افراد میں درج ذیل علامات ہوتی ہیں جن کے متعلق حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ "کامل انسان وہ ہے کہ جس میں یہ پانچ چیزیں پائی جائیں۔ علم، ادب، حیا، تصدیق اور یقین۔ فرمان حق تعالیٰ ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔[58] "اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو (آپ کی شان کے لائق) مقامِ یقین مل جائے (یعنی انشراحِ کامل نصیب ہو جائے یا لمحۂ وصالِ حق)۔"[59]

فرد کا معاشرے میں زندگی گزارنے کے لیے دیگر افراد کے ساتھ دنیاوی حوالے سے تعلق رہتا ہے۔ اسی طرح ایک تعلق بندے اور خالق کے درمیان ہے کہ بندہ اپنے خالق کی دی ہوئی ہدایات پہ عمل پیرا اس قدر ہو جائے کے ہر تعلق پہ اس تعلق کا فوقیت دے کر حقیقی معنوں میں اس کا بندہ بن جائے اس کے در کا محتاج بنکر مخلوق کا خیر خواہ ہو جائے۔ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ "لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دعوت ففروا الی اللہ کو ففروا من اللہ سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے "لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔"[60] "تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو بیشک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔" کی لذت نہیں چکھی۔

انہوں نے "وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ"[61] "اور خود تمہارے نفوس میں (بھی ہیں)، سو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔" کی دعوت پر چشم باطن سے نور اللہ کا مشاہدہ نہیں کیا۔ "نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔"[62] "ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔" کہ مراتب سے پردہ نہیں اٹھایا اور "وكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔"[63] "اور کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔" کے حکم کو پس پشت ڈال کر درھم و دینار کی محبت و طمع کی طرف دوڑ پڑے ہیں۔"[64]

CC BY

معاشرتی زندگی میں انسان کی مصروفیت دن بہ دن بڑھتی جارہے انسان اپنے موصد کو بھلا کر دنیا پرستی کا شکار ہو کر درھم ودینار کی ہوس کا شکار ہو گیا ہے۔ایسے حالات میں خود کو راہ حق کی طرف لانے کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی پسندیدہ چیزوں کو قربان کرنا ہو گا۔حضرت سلطان باہوؒ نے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ہمیں اسی بات کا احساس دلایا ہے۔

خلاصہ بحث

حضرت سلطان باہوؒ کی کتب میں بیان کردہ قرآن مجید کی صوفیانہ تفسیر کے مطالعہ سے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں کہ آپؒ کی شخصیت پہ قرآن مجید کا گہرا اثر تھا۔آیات قرآنیہ آپؒ کی کتب کی علمی حیثیت کو پختہ کرتی ہیں۔آپؒ کی صوفیانہ تفسیر میں توحید کا رنگ اور خاص طور پہ اسم اللہ کا تصور معاشرے کے افراد کو ملتا ہے۔آپؒ کے نزدیک عبادت،ذکر و فکر کا مقصد مشاہدہ انوار الٰہی ہے۔معرفت الٰہی کے احساس کے لیے آپؒ نے اس سوچ کو معاشرے میں بیدار کیا ہے کہ اللہ تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے تمہیں ہر وقت اسی تصور میں رہنا چاہیے۔جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑ لیا تو اس کے سوا کسی سے امید رکھنا توحید کے منافی ہے۔آپؒ کو حضور نبی اکرم ﷺ سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔آپؒ کے ہاں امتی وہی ہے جس کا ہر قدم اتباع رسالت میں اٹھتا ہے لہذا حضور ﷺ کی پیروی کے بغیر راہ فقر کا سفر کرنا ناممکن ہے۔آپؒ کی تعلیمات کے اثرات انسان کو دنیاوی مشاغل سے محفوظ کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔اس آرٹیکل میں آپؒ کی چار کتب کلید التوحید،نور الہدیٰ،عین الفقر اور محک الفقر میں بیان کردہ اہم صوفیانہ تفسیر کو بیان کیا ہے۔آپؒ کی ذات پہ جو قرآن مجید کے اثرات تھے وہ آج بھی معاشرے کے افراد کو معرفت الٰہی کے حصول کے لیے رہنمائی کرتے ہیں۔حضرت سلطان باہوؒ کی صوفیانہ تفسیر فرد اور معاشرے پہ گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔موجودہ پر فتن دور میں عوام الناس کے لیے مشعل راہ ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

---

[1] باہو،سلطان،شمس العارفین،مترجم:نیازی،امیر خان(لاہور:العارفین پبلی کیشنز،2013ء)ص 36۔
[2] باہو،سلطان،کلید التوحید،مترجم:نیازی،امیر خان(لاہور:العارفین پبلی کیشنز،2014ء)ص246۔
[3] البقرہ2:41۔
[4] باہو،سلطان،محک الفقر،ص 132۔

CC BY

[5] باہو، سلطان، کلید التوحید، ص259۔
[6] البقرہ2:153۔
[7] باہو، سلطان، کلید التوحید، ص 116۔
[8] الحجر16:99۔
[9] باہو، سلطان، نورالہدیٰ(لاہور: العارفین پبلی کیشنز،2014ء)ص178۔
[10] الحدید 57:4۔
[11] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، مترجم: نیازی، امیر خان(لاہور: العارفین پبلی کیشنز،2016ء)ص180۔
[12] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص347۔
[13] بنی اسرائیل 17۔217۔
[14] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص82۔
[15] ق1:50۔
[16] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص153۔
[17] الانعام6:103۔
[18] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص 323۔
[19] الرحمٰن 55:26۔
[20] باہو، سلطان، عین الفقر(لاہور: العارفین پبلی کیشنز،2018ء)ص12۔
[21] النساء4:59۔
[22] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 201۔
[23] بنی اسرائیل 17:70۔
[24] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 235۔
[25] الحشر 59:22۔
[26] الذاریات50:51۔
[27] الاخلاص112:1۔
[28] باہو، سلطان، عین الفقر، ص 131۔
[29] العنکبوت29:57۔
[30] البقرۃ2:40۔
[31] النور24:35۔
[32] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 113۔

OPEN ACCESS

CC BY

[33] المائدہ5۔

[34] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 125۔

[35] النازعات79۔40۔41۔

[36] باہو، سلطان، عین الفقر، ص 63۔

[37] الفرقان25:43۔

[38] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 141۔

[39] النبا78:35۔

[40] النبا78:38۔

[41] یسین36:65۔

[42] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص274۔

[43] باہو، سلطان، کلیدالتوحید، ص229۔

[44] الفجر27؛89۔

[45] باہو، سلطان، نورالہدیٰ، ص 215۔

[46] الاحزاب33:4۔

[47] باہو، سلطان، عین الفقر، ص 122۔

[48] الناس114۔4۔6۔

[49] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص 360۔

[50] الاعراف7:55۔

[51] باہو، سلطان، کلیدالتوحید کلاں، ص 18۔

[52] الممتحنۃ60:1۔

[53] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص 177۔

[54] الاحقاف 46:20

[55] باہو، سلطان، محک الفقر، ص 152۔

[56] آل عمران 3۔

[57] باہو، سلطان، کلیدالتوحید، ص 224۔

[58] الحجر15:99۔

[59] باہو، سلطان، کلیدالتوحید، ص217۔

[60] آل عمران3:92۔

CC BY

[61] الذاریات 51:21۔
[62] ق 50:16۔
[63] الاعراف 7:31۔
[64] باہو، سلطان، محک الفقر کلاں، ص 297۔

CC BY